تقویٰ

قرآن پاک کی روشنی میں

تحریر: حافظ عبدالحنان (دولتالہ)

تقویٰ کا معنی ہے ڈرنا، بچنا اور پرہیز کرنا، شریعت اسلامیہ میں تقویٰ دل کی اس خاص کیفیت کا نام ہے جس میں انسان گناہوں سے بچتا اور نیکی کی طرف رغبت اختیار کرتا ہے۔ متقی انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتا ہو، اور ایسے کاموں سے بچتا ہو جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ قرآن پاک میں جا بجا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ چند ایک آیات اور ان کا ترجمہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

1۔ قرآن حکیم سے اہل تقویٰ ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی ابتدا میں ارشاد فرمایا﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾[آیت نمبر:۱] ''ہدایت ہے متقین کیلئے۔'' یہ کتاب نازل تو سب لوگوں کی طرف کی گئی لیکن اس سے ہدایت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ہدایت کی نیت سے اس مقدس کتاب کو پڑھتے ہیں۔

2۔ اہل تقویٰ کو اللہ تعالیٰ حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾[الانفال:۲۹] ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہیں حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے گا، تم سے تمہاری برائیاں دُور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔''

تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ایسا نور بصیرت اور صلاحیت عطا کر دیتے ہیں جو زندگی کے ہر موڑ پر ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ دراصل تقویٰ انسان کے دل میں ایسی کھٹک پیدا کر دیتا ہے جو اسے گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی۔

3۔ اسلام میں تمام عبادات کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے: تقویٰ تمام عبادات کی روح اور جوہر ہے۔ اسلام کی تمام تعلیمات کا خلاصہ اگر ہم ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے بغیر اعمال کوئی وقعت نہیں رکھتے اور ان کی مثال ایسے ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام عبادات کا

مقصد حصول تقویٰ بیان فرمایا﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرۃ:۲۱] ''اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی (اور اس کی عبادت اس لیے کرو) کہ تم پرہیزگار بن سکو۔''

روزے کا مقصد بھی حصول تقویٰ ہے ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾[البقرۃ:۱۸۳] ''تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔'' سورۃ الحج میں حج اور قربانی کا مقصد و غایت بھی حصول تقویٰ قرار دیا گیا۔

4۔ اسلام میں برتری کا معیار تقویٰ ہے: اسلام نے برتری اور فخر و غرور کے تمام دنیاوی معیاروں کو مٹا ڈالا۔ رنگ، نسل، زبان اور قومیت کی بناء پر کوئی دوسرے سے افضل نہیں۔ اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ کنبے، قبیلے اور ذات و برادری تو بس تعارف اور پہچان کیلئے ہے نہ کہ فخر و غرور کیلئے ﴿وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ [الحجرات:۱۳] ''اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے اس لیے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو۔''

5۔ قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک تقویٰ ہی کی بدولت ممکن ہے: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾[النساء:1] ''اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور قریبی رشتوں کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تم پر ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہے۔''

رشتہ داریاں نبھانا بڑا نازک کام ہے۔ ذرا سی اونچ نیچ تعلقات بگاڑ دیتی ہے اور رشتہ داری میں دراڑ پڑ جاتی ہے۔ ان حالات میں اللہ سے ڈرنے والے ذاتیات سے بالاتر ہو کر رشتوں کی حفاظت کرتے ہیں دل میں اللہ کا خوف نہ سمایا ہو تو انسان ذرا سی بات پر مشتعل ہو جاتا ہے اور رشتہ داری کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہوں اور انہیں اس بات کا خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم ہمہ وقت اللہ کی نگرانی میں ہیں وہ اس وقت بھی رشتہ جوڑتے ہیں جب اسے توڑا جا رہا ہو۔

6۔اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے اعمال کو قبول فرماتا ہے: اعمال کی قبولیت تقویٰ ہی کی بدولت ہے۔ایک کام سینکڑوں اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر کیا جاسکتا ہے۔مگر قبولیت صرف تقویٰ والوں کیلئے ہے۔تقویٰ کے بغیر اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾[المائدہ:۲۷]''اللہ تو تقویٰ والوں سے ہی قبول فرماتا ہے۔'' قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا واقعہ مذکور ہے۔دونوں بھائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرتے ہیں۔ہابیل کی قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں کیونکہ اس کے عمل کی بنیاد تقویٰ پر تھی مگر قابیل کی قربانی کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نہیں نوازتے کیونکہ اس کا مقصد نیک نہیں تھا اور نیت بھی درست نہ تھی۔

7۔تقویٰ کے بغیر عمل کی مثال ایسے ہے جیسے کھوکھلی زمین پر عمارت تیار کرنا: دورِ نبوی ﷺ میں منافقین نے اپنی ناپاک سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار قرار دیا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا﴿اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ [التوبۃ:۱۰۹]''کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا پر رکھی ہو یا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہو اس کو بھی لے کر جہنم کی آگ میں جا گرے۔''

اس آیت مبارکہ میں لفظ''جرف'' قابل غور ہے۔جرف سے مراد دریا وغیرہ کا ایسا کنارہ ہے جس کے نیچے کی زمین دریا بہا کر لے گیا ہو اور وہ کسی وقت بھی پانی کی ایک ٹکر سے گر کر دریا میں گر پڑے۔[تیسیر القرآن] یعنی جس عمل کی بنیاد تقویٰ اور اللہ کی رضا پر ہو وہ پائیدار اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے جیسے پختہ زمین پر عمارت تعمیر کرنا۔

8۔تقویٰ کا لباس بہترین ہے: لباس انسان کی ظاہری زیب و زینت کا ذریعہ ہے لباس سے انسان اپنے مقامات ستر ڈھانپ کر بے حیائی سے بچتا ہے۔لباس انسان کو موسم کی شدت یعنی گرمی یا سردی کے اثرات سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا﴿وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [الاعراف:۲۶]''اور لباس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے۔''

جیسے لباس انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے اور جسمانی عیوب کو ڈھانپتا ہے ایسے ہی تقویٰ ہمارے طرز زندگی کو خوبصورت بناتا ہے تقویٰ ہماری زندگی کے طور اطوار بہتر کرتا اور ہمارے اخلاق و کردار کو

سنوارتا ہے۔روحانی گندگیوں کو دُور کر کے ہمیں پاک صاف کرتا ہے۔

9۔فکر آخرت تقویٰ کے ساتھ ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[الحشر:۱۸] ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر ایک کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کیلئے کیا سامان کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے پوری طرح باخبر ہے۔'' کل سے مراد قیامت کا دن یا اخروی زندگی ہے۔تقویٰ انسان کو اچھے برے کی تمیز عطا کرتا ہے۔انسان ذمہ دارانہ زندگی بسر کرتا ہے اور ہر وقت اسے یہی فکر لگی رہتی ہے کہ مجھ سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اگر ایسا ہوا تو میں پھر روزِ محشر اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ کیا جواب دونگا؟ تقویٰ انسان کو آخرت کی تیاری کا احساس دلاتا ہے اور انسان توشہ آخرت جمع کرتا ہے تقویٰ انسان کے ذہن کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے لہٰذا آخرت کی تیاری کر لینی چاہیے۔

10۔تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ مصائب سے نکالتے اور رزق میں کشادگی عطا فرماتے ہیں:
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا O وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق:۲۔۳] ''اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان ہی نہیں ہوتا۔''

اس ارشاد مبارک میں اللہ رب العزت نے بیان فرمایا کہ جس شخص میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گئی اللہ تعالیٰ اس کو دو نعمتوں سے نوازیں گے۔(۱) اس کو ہر غم و مصیبت سے نجات دیں گے۔(۲) اللہ تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق مہیا فرمائیں گے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کو غموں اور دکھوں سے نجات کا نسخہ بتلانے والی قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت کریمہ قرار دیا۔

11۔اللہ تعالیٰ نے نیکی کی بنیاد تقویٰ قرار دیا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا﴾[الشمس:۸] ''پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری اسے الہام کر دی۔'' اس آیت مبارکہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خیر و شر کی تمیز رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے گناہ کیلئے فجور کا لفظ استعمال کیا ہے اور نیکی اور خیر کیلئے تقویٰ کا۔گویا اصل نیکی یہ ہے کہ انسان کے دل میں تقویٰ پیدا ہو۔تقویٰ تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور بنیاد ہے۔